Tauseeq, Volume. 6, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v6i2.2

Received: 30-10-2025
Accepted: 05-12-2025
Published: 30-12-2025

عبدالرب استاد کی طویل نظم 'طیور نامہ' میں عصرِ حاضر کی عکاسی: (موضوعاتی تجزیہ)

The Reflection of Contemporary Issues in Abdul Rab Ustad's Extended Poem 'Tuyoor Nama': A Thematic Analysis

ڈاکٹر صدف عنبرین*

خضرہ

Abstract:

The term "Tuyoor," which translates to "birds" in Arabic, carries significant cultural and symbolic meaning in Urdu literature, transcending its literal interpretation. Within this literary tradition, "Tuyoor" evokes an imaginative atmosphere infused with cultural depth, blending aesthetic elegance with a sophisticated tone. Abdul Rab Ustad's extended poem Tuyoor Nama (The Message or Words of Birds) exemplifies this richness and artistic sensitivity, using birds as a metaphorical voice to address the challenges of the modern era. This poem serves as a commentary on the ethical and social conditions of contemporary society, illustrating the current state of humanity through the lens of avian characters who are depicted as content in their natural roles and grateful to God for not being the most exalted beings. Additionally, the poem references significant historical figures, highlighting its cultural and historical context. Presented within a symbolic framework, Tuyoor Nama raises thought-provoking questions regarding social and moral decay, as well as the nature of human character. This research article, titled "The Reflection of Contemporary Issues in Abdul Rab Ustad's Extended Poem 'Tuyoor Nama': A Thematic Analysis,"

* لیکچرار، شعبہ اردو، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور
ایم فل سکالر، شعبہ اردو، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور

critically examines the poem's thematic perspectives, literary style, and creative techniques, inviting readers to reflect on the pressing issues of the modern world

Keywords: Tuyoor, Thematic , Literary tradition , Contemporary Issues , Abdul Rab Ustad , Challenges of the modern era.

"طیور" عربی الاصل لفظ ہے، جس کے معنی "پرندے" کے ہیں، اردو ادب میں یہ لفظ لغوی حدود سے پرے ایک تہذیبی اور معنوی زاویہ لیے ہوئے ہے۔ اردو کی ادبی روایت میں "طیور" کا لفظ پرندے کے استعارے سے کئی بڑھ کے ایک تخیلاتی فضاء اور معنوی گیرائی کی نمائندگی کرتا ہے جس میں جمالیاتی لطافت اور تہذیبی آہنگ کا حسین امتزاج نمایاں ہے۔ قدیم و جدید ادب میں یہ لفظ صرف پرندوں کی علامت نہیں بلکہ ایک عمیق ثقافتی و فکری پس منظر کا مظہر ہے جو اردو زبان کی فصاحت، نزاکت اور ادبی حسن کو اپنی تہہ داری میں سمیٹے ہوئے ہے۔ عبدالرب استاد کی طویل نظم "طیور نامہ" اسی تہذیبی عمق اور جمالیاتی ذوق کی ایک عمدہ مثال ہے۔ "طیور نامہ" یعنی "پرندوں کا پیغام" یا "پرندوں کی باتیں" دراصل ایک فکرانگیز طویل نظم ہے، جس میں شاعر نے پرندوں کی زبانی عصرِ حاضر کے چیلنجز اور مسائل کا ایک بلیغ بیانیہ تخلیق کیا ہے۔ اس نظم کی ساخت سات حصوں میں منقسم ہے، جن میں ہر حصے کی مخصوص تعداد اشعار پر مشتمل ہے: پہلے حصے میں 53 اشعار، دوسرے میں 76، تیسرے میں 32، چوتھے میں 55، پانچویں میں 35، چھٹے میں 15، اور ساتویں حصے میں 29 اشعار شامل ہیں۔ اس نظم میں شاعر نے عصرِ حاضر کے سماجی و تہذیبی حالات کی عکاسی کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔

عصرِ حاضر کے مصورِ سخن، عبدالرب استاد نے اپنی نظم میں سب سے پہلے طیور کی لسان سے انسانی تخلیق کے اسرار و رموز اور اس کے مابعد الطبیعی مقاصد پر غور و خوض کیا ہے۔ اس نظم میں شاعر نے کائنات کی ہست و بود اور انسان کی اس میں آمد کے پس پردہ رب کی حکمتوں کو مبحث بنایا ہے، تخلیقِ آدم پر ملائکہ کے دل میں پیدا ہونے والے اندیشوں اور وسوسوں کی فکری صداقت کو باریک بینی سے پیش کیا ہے، جس کا عکس ذیل کے اشعار میں پوری لطافت اور معنویت کے ساتھ منعکس ہے۔

فرشتوں نے خدشہ یہ ظاہر کیا تھا
وہ خونی بھی ہوگا فسادی بھی ہوگا
تیری بڑائی کو کیا ہم نہیں ہیں
تیری عبادت کو کیا ہم نہیں ہیں
جواب ان کو قدرت نے ایسے دیا
نہیں جانتے تم جو میں جانتا

عبادت کریں میری دن رات کو

کیا خلق میں نے جنس وانس کو (۱)

عبدالرب استاد نے "طیور نامہ" میں پرندوں کی زبانی انسان کی تخلیق کے اصل مقصد کو اجاگر کرتے ہوئے، اس کی "اشرف المخلوقات" ہونے کی حیثیت پر ایک طنز پیش کیا ہے۔ شاعر نے پرندوں کے طرزِ حیات میں صبر، تحمل اور اجتماعیت کو نہایت سہل انداز میں بیان کیا ہے، جو انسان کی بے صبری اور انتشار پسندی کے مقابلے میں ایک آئینہ ہے۔ "طیور نامہ" میں عبدالرب استاد لکھتے ہیں:

یہ کیسا ہے صبر و تحمل ہمارا

یہ فضلِ الٰہی ہے ہم پر خدارا

الگ جنس ہو کر بھی رہتے ہیں مل کر

نہ لڑتے کسی سے نہ رہتے ہیں جل کر

خدا نے جنہیں ہے مشرف بنایا

کہیں مل کے رہتے ہوں ہم نے ناپایا (۲)

"طیور نامہ" کے بالا اشعار میں پرندوں کی زبانی ان کی فطرت میں سکون اور اتحاد کی ایک دلکش تصویر کشی کی ہے، جس کے ذریعے انسان کی خود ساختہ برتری پر سوال اٹھایا گیا ہے۔ شاعر نے انسان کی اس فضیلت کا تجزیہ کیا ہے جو اسے "اشرف المخلوقات" کے لقب سے نوازتی ہے، جبکہ اس کی عملی حیثیت اس کے اعمال میں کم ہی نظر آتی ہے۔

پرندے اپنی منفرد جنس ہونے کے باوجود سکون اور صبر کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، نہ کسی سے حسد کرتے ہیں اور نہ ہی برتری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، انسان، جو اپنی برتری کے دعوے میں مشغول ہے، انتشار، نزاع، اور حسد کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ اس حوالے سے شاعر عبدالرب استاد کی نظم طیور نامہ سے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خدا کے ہی بندوں کی کر کے وہ ذلت

سمجھتا ہے اس کار کو کار عزت

بہت پارسا ہی وہ سمجھے ہے خود کو

خدا کا فرستادہ سمجھے ہے خود کو

کبھی بھی کسی کی وہ پگڑی اتارے

کسی کی بھی عزت کہیں پر اچھالے
کبھی بات کا وہ بتنگڑ بنائے
کبھی ذات کو لے کے جھگڑا کرائے(۳)

"طیور نامہ" میں عصر حاضر کے انسان کے حالات اور مختلف مسلکوں اور مذہبی اختلافات کے حوالے سے بھی ایک اہم عنصر موجود ہے۔ بین المسالک ہم آہنگی وقت کا اہم تقاضا ہے کیونکہ ہمارے ہاں آئے روز مذہب کے نام پر بے گناہوں کا خون بہادیا جاتا ہے جبکہ مخالف مسلک کے پیروکار پر کفر کا فتویٰ لگانے میں پل بھر کی دیر نہیں کی جاتی۔

عجب ان کی خصلت عجب ان کا رہنا
غضب سے تعلق غضب ہی سے رہنا
بٹے ہیں وہ دیکھو مذاہب میں کتنے
مذاہب میں دیکھو مسالک میں کتنے
ہر اک اپنے مذہب کو اونچا بتائے
خدا ہی کو وہ اعلیٰ وارفع بتائے(۴)

"طیور نامہ" میں پرندوں کی زبان سے عصرِ حاضر کے انسان کی بے رحمی اور سفاکی کی عکاسی کی ہے، جہاں انسانیت کی فطری عظمت اور شرف اپنے حقیقی معانی کھوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ شاعر نے موجودہ دور کے انسان کے چہرے پر چھائے ظلم و بربریت کی ایک تلخ و گہری تصویر یوں پیش کی ہے کہ اس میں معصوم کلیوں کی حرمت پامال ہوتی ہے، حقیر وجوہات پر اپنے ہم جنسوں کے خون سے زمین کو رنگین کیا جاتا ہے، بزرگوں کو سنگدلی سے پیٹا جاتا ہے، اور مذہبی و تہذیبی علامتوں کو نیچا دکھانے کا رویہ اپنایا جاتا ہے۔ درجہ ذیل اشعار درحقیقت انسانی زوال کی ایک شدید فکری تنقید ہیں، جو قاری کو اس عہد کے اخلاقی انحطاط پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ عبدالرب استاد نے معاشرت میں پھیلے ہوئے انتشار اور تنازعات کو ذیل اشعار میں بیان کیا ہیں:

ننھی سی کلیوں کی عصت سے کھیلے
کبھی نوجوانوں کے سر ہیں اتارے
نہتوں پہ اکثر وہ چھریاں چلائے
بزرگوں کو ڈنڈوں سے اکثر وہ پیٹے

کبھی لے کے رنگوں کو نیچا دکھائے
کبھی لے کے نسلوں کو نیچا دکھائے
نقابوں کو موضوع بنائے کبھی بھی
اذانوں کو موضوع بنائے کہیں بھی (۵)

"طیور نامہ" میں شاعر نے انسان کے پھیلائے ہوئے فتنہ وفساد اور بدامنی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ،وقت کی برق رفتار تبدیلیوں اور جدید معاشرت کے تقاضوں پر بھی بحث کی ہے۔شاعر نے اس نظم میں نہ صرف زمانے کے نشیب وفراز کا ذکر کیا ہے بلکہ انسان کی ناآسودہ حالت زار کا بھی احاطہ کیا ہے کہ کس طرح انسان نے ترقی کے سفر میں نئی ایجادات اور جدید وسائل کو اپنالیا کر اپنی اخلاقی اقدار اور روحانی سکون کھو دیا ہے۔عبدالرب استاد کے یہ اشعار اس دوڑتے زمانے میں انسان کی اکتسابیت اور خالی پن کو پر اثر انداز میں اجاگر کرتے ہیں، جو جدید معاشرت کے خود ساختہ اصولوں کے تحت اپنی فطرت کی تجدید تو کر رہا ہے مگر اپنی فطری شناخت سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ذیل میں شعر ملاحظہ ہو:

خبر جب کسی کو وہ دیتے بھی تھے
سہارا ہمارا ہی لیتے وہ تھے
ترقی جو کر لی تو ہم کو نکارا
لیا اس نے پھر ڈاک کا تب سہارا (٦)

اکیسویں صدی کو ترقیات اور تغیرات کی صدی کہا جاتا ہے۔اس صدی میں انسانی اذہان کے ساتھ ساتھ مصنوعی ذہانت نے ترقیات کو مزید مہمیز کیا ہے۔بلاشبہ جدید تکنیکی وسائل نے ہماری زندگی میں آسانیاں پیدا کی ہیں مگر دوسری جانب انسانی کاوشوں کو محدود کر دیا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب انسانی اذہان کے ہمدوش مصنوعی ذہانت پر بھی انحصار کیا جانے لگا ہے۔سرعت، تیز رفتاری اور مستعدی جیسی صفات جو کبھی انسانوں سے متصف تھیں اب وہ مشینوں سے متصف ہو گئی ہیں۔ان وسائل نے زندگی کو ایسی رفتار بخش دی ہے کہ آج کا انسان تنگیٔ وقت کا شکار ہو گیا ہے اسی لیے اکثر دانشور اسے ترقیٔ معکوس سے بھی تعبیر کر رہے ہیں۔اس ضمن میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون پر بھی اشعار موجود ہیں:

اسی طرح جب بڑھایا قدم تو
کیا اس نے ایجاد پھر ریڈیو کو

ٹی وی بھی اس نے بناڈالی جب تو

خبروں میں سرعت بھی آتی تبھی تو

ٹیلی فون آیا جو ہاتھ میں اس کے

وہ سمجھا جہاں آگیا کف میں اس کے (۷)

"طیور نامہ "میں عصری معاشرت کے مختلف گوشوں کے ساتھ صحافتی شعبے پر بھی کڑی تنقید کی گئی ہے۔ شاعر نے اپنی نظم صحافت کو صرف اطلاعات کے ترسیلی وسیلے کے طور پر نہیں بلکہ اسے بنیادی واصولی اہداف سے ہٹ کر پنپتے ہوئے منفی رجحانات کی آماجگاہ کے طور پر اجاگر کیا ہے۔ ان کے کلام میں اس دور کی صحافت کے اقداری زوال اور اصولی بے قاعدگیوں پر گہرا احتجاج پنہاں ہے، جس میں اخلاقی انحطاط، پیشہ ورانہ بے راہ روی، اور حقیقت پسندی سے انحراف کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

صحافت کا پیشہ مقدس تھا جگ میں

حماقت کا پیشہ بناڈالا پل میں

خائن کو ضامن بنا کر یہ چھوڑے

سچے کو جھوٹا بنا کر یہ چھوڑے

ظالم کو ہے پارسا یہ بتائے

خونی کو معصوم ہے یہ دکھائے

ضمیروں کو اپنا یہ سودا کرے ہے

شریفوں کو اکثر یہ رسوا کرے ہے (۸)

"طیور نامہ "میں تاریخی واقعات کے تناظر میں ہدہد کی زبانی ان عظیم شخصیات کا ذکر کیا ہے جن کی مثالیں عصرِ حاضر میں بھی بے نظیر ہیں۔ ان شخصیات میں حضرت محمد ﷺ، حضرت سلیمان علیہ السلام، ملکہ بلقیس اور حضرت یوسف علیہ السلام شامل ہیں جنہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ شایانِ شان حسن سلوک کے ساتھ ساتھ برابری کی بنیاد پر تعلقات استوار کیے۔ شاعر نے اس تناظر میں یہ واضح کیا ہے کہ یہ مقدس ہستیاں اپنے دور میں کسی بھی فرد کو اعلیٰ یا کمتر سمجھنے کے تصور سے ماوراء تھیں، بلکہ ان کے نزدیک انسانی حیثیت میں سب افراد کا مقام یکساں تھا۔ عبدالرب استاد نے اپنے اشعار میں ان شخصیات کے طرزِ حکمرانی کو ایک مثالی نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے، جہاں حکمت، رحمت، اور شفقت کی بنیاد پر عوام کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اشعار ملاحظہ ہو:

کئی ایسے حاکم بھی گزرے جہاں میں
نہیں جن کا ثانی ہے اب تک جہاں میں
بلقیس کی شان و شوکت کو دیکھا
دمکتا ہوا سر پہ تاج اس کے دیکھا
سلیماں کی قوت کو شوکت کو دیکھا
سلیماں کی طاقت کو سطوت کو دیکھا
شغل ان کا تھا بس رعایا کی خدمت
خیال رعایا تھی ان کی عبادت
محمد کا دور حکومت بھی دیکھا
کہ مخلوق خالق کو خوش میں نے دیکھا
شہ مصر یوسف کو ہم نے بھی دیکھا
یوسف کا طرز حکومت بھی دیکھا
ستم سہہ کے اکثر وہ جیتے رہے ہیں
خدا کی رضا میں وہ راضی رہے ہیں(۹)

"طیور نامہ" میں انسان کے لیے تعلیم کی اہمیت کو نہایت مؤثر اور علامتی انداز میں پیش کیا ہے، جس کے لئے شاعر نے طوطے کو بطور علامت پیش کیا گیا ہے۔اس علامتی کردار کے ذریعے تعلیم کو نبیوں کی وراثت قرار دیتے ہوئے اس کا انسانی زندگی پر پڑھنے والے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے فرد کی شعور و آگہی کو موضوع سخن بنایا ہے۔

خدا نے نبی سے کہا ہے یہ دیکھو
ہے تعلیم نبیوں کی میراث دیکھو
کتنی ہے مشکل ہو رستے میں حائل
مگر علم کو تم نے کرنا ہے حاصل
کہ تعلیم وہ ہی نفع بخش ہو گی

فخر و مباہت سے جو پاک ہو گی

جینے کا دیتی ہے سب کو سلیقہ

سکھاتی ہے یہ گفتگو کا طریقہ (۱۰)

عبدالرب استاد نے نہایت پُر معنی انداز میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسے انبیاء کی وراثت قرار دیتے ہوئے انسانی حیات کا بنیادی جوہر گردانا ہے۔ شاعر نے تعلیم کو زندگی کا لازمی جزو قرار دے کر اس کی معنویت کو اُجاگر کیا ہے، ساتھ ہی عصر حاضر میں استاد کی توقیر اور عظمت کی پاسداری کو بھی اس کے حصول کے لیے شرطِ اولیٰ ٹھہرایا ہے۔

وہ حاصل کرے ہے بھلا علم کیسے

جو استاد ہی کو حقارت سے دیکھے (۱۱)

"طیور نامہ "عصری معاشرت میں نظام انصاف کے کردار پر بھی کڑی تنقید کی گئی ہے انصاف فراہم کرنے والے نظام اور اداروں پر سرکاری خزانے سے اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود بھی عام شہریوں کی شکایات اور مشکلات میں کمی نہ ہو سکی۔ خصوصاً ماتحت عدالتوں میں تو رشوت ستانی اور دھونس بہت زیادہ ہے۔ طاقتور تو جلد فیصلے لے لیتے ہیں ۔لیکن عام شہری انتقال وراثت (Succession Certificate) جیسے معمولی مقدموں میں انصاف کے حصول میں سالوں انتظار کی اذیت سے گذرتے ہیں جب کہ سنگین جرم میں ملوث ملزم ایک دو ماہ میں ضمانت پر رہا ہو کر پھر سے گلی محلے میں دندناتا پھرتا ہے۔۔شاعر نے موجودہ عدالتوں کو بے ضمیری اور اخلاقی زوال کا آئینہ دکھایا ہے، جہاں انصاف کا اصول پیسے کے ترازو میں تلتا ہے اور حقائق کی روشنی کو جھوٹ کے پردے میں چھپا دیا جاتا ہے۔ عدالتوں کے بوسیدہ ضمیر کو شاعر نے ذیل اشعار یوں بیان کیا ہے:

رشوت کے دینے دلانے میں ماہر

عدالت میں مسلیں بدلنے میں ماہر

غلط کر کے کچھ یہ پریشاں نہیں ہیں

گناہوں پہ ہر گز پشیماں نہیں ہیں (۱۲)

اس نظم میں شاعر علامہ اقبال کے افکار سے بھی متاثر نظر آتے ہیں "طیور نامہ "کے آخری حصے میں "دربیان شاہین" کے عنوان سے، شاہین کی زبان سے انسان کو درپیش مسائل کے حل کا پیغام دیا ہے۔ شاعر نے انسانی زندگی کی پیچیدگیوں کے برعکس، پرندوں کے سکون اور باوقار

وجود کو بطور مثال پیش کیا ہے۔شاہین کی زبانی پرندوں کو ایک منفرد شکر گزاری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے شاعر نے یہ احساس دلایا ہے کہ پرندے انسانی فساد اور تنازعات سے دور ایک پر سکون زندگی بسر کرتے ہیں۔

بجالاؤ شکر خدا ہم نشینو
شمار اپنا ہو گا پرندوں میں یارو
کہ مشرق کے شاعر نے نام اپنا لے کر
صدا نوجوانوں کو دی اس نے اکثر
تبدیلی لاؤ خودی میں خدارا
اسی میں نہاں ہے فتح بھی خدارا
نہ جانے سمجھتا یہ کیوں کر نہیں ہے
تکبر تفاخر سے بچتا نہیں ہے(۱۳)

"طیور نامہ "کا ہلکا پھلکا اسلوب اور تمثیلی پس منظر ایک خوشگوار تجربہ ہے باوجود اس کے کہ جن حقائق کو اس نظم کا موضوع بنایا گیا وہ انتہائی تلخ ہیں۔یہ تمثیلی انداز معاشرے کی تلخ تصویر کو سامنے لاتے ہوئے آج کے انسان کی سماجی زندگی اور ناآسودگی کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔"طیور نامہ "کا آخری حصہ پرندوں کی خوش بختی اور فطرت سے ہم آہنگ زندگی کا پیغام دیتا ہے،"طیور نامہ "میں عبدالرب استاد نے انسان اور بالخصوص نوآبادیاتی دور اور اس کے اثرات کا شکار ہونے والے انسان کی سماجی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات ،مشاہدات،اور احساسات کو اشعار کے قلب میں ڈھالتے ہوئے اپنی تخلیقی بصیرت ، جرات اظہار حقیقت نگاری اور فطرت نگاری کی مظر انفرادیت کا لوہا منوایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔عبدالرب استاد، طیور نامہ ،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2024ء، ص:22
۲۔ایضاً، ص:30
۳۔ایضاً، ص:32
۴۔ایضاً، ص:31

۵۔ایضاً،ص:34،35

۶۔ایضاً،ص:38

۷۔ایضاً،ص:39

۸۔ایضاً،ص:42

۹۔ایضاً،ص:,50 .49

۱۰۔ایضاً،ص:64

۱۱۔ایضاً،ص:71

۱۲۔ ایضاً،ص:74

۱۳۔ ایضاً،ص:77

References:

1. Abdul Rab ustad, Tuyoor Nama, Educational Publishing House Dehli,P.22
2. Ibid,30
3. Ibid,32
4. Ibid,31
5. Ibid,34,35
6. Ibid,38
7. Ibid,39
8. Ibid,42
9. Ibid, ,49,50
10. Ibid,64
11. Ibid,71
12. Ibid,74
13. Ibid,77